حقیقت توحید

جسکو رسول علیہم السلام لے کر آئے

اور اسکے متعلقہ شبہات کا ازالہ

تالیف

ڈاکٹر صالح بن فوزان بن عبداللہ فوزان

مترجم

ڈاکٹر سمیر عبدالحمید　　ڈاکٹر فضل الٰہی

نظر ثانی

مشتاق احمد کریمی

پیش لفظ

از معالی الدکتور عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی

چانسلر امام محمد بن سعود اسلامک یونیورسٹی

بعض مسلمان علاقوں اور ان کے بعض باشندوں کے دلوں میں جہالت وتقلید یا جاہلانہ تعصب کی وجہ سے جو تباہ کن مذاہب موجود ہیں ان کے خطرات سے سب آگاہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اگر چہ ایسے لوگ اپنی استعداد اور تعداد کے اعتبار سے قلیل ہیں لیکن ان سے چشم پوشی کرنا ان کے باطل نظریات وعقائد کے انتشار کا سبب بنتا ہے۔ اور یہ بات دعوت اسلامیہ اور مسلمانوں کے لئے انتہائی خطرہ کی ہے۔

ساری امت اسلامیہ پر جب واجب ہے کہ ان گروہوں کے خلاف برسرپیکار رہے، ان کی گمراہی کو آشکارا کرے، ان کے عقائد کی خرابی بیان کی جائے اور ان کے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی ہدایت کے برعکس اور مخالف ہونے کو بیان کرے۔

فاسدعقائد کی نقاب کشائی ، اور ان گمراہ فرقوں کا پول کھولنے کے لئے جن کو شیطان نے اندھا کر رکھا ہے، اور جن کے برے اعمال کو ان کی نظر میں خوبصورت بنا رکھا ہے، اور جن کے لئے جادہ حق وصواب کو چھوڑنے کی خاطر مختلف حیلے بہانے تراش کر رکھے ہیں۔ انتہائی ضروری ہے کہ اہل السنّت والجماعت کے مذہب کی تشریح پیش کی جائے، تمام اسلامی امور کے متعلق ان کے نقطہ نظر کی وضاحت کی

جائے اوران کے اس عقیدہ کو بیان کیا جائے جوحق وہدایت کے مطابق ہے۔

جب سے گمراہ فرقے ان یہود منافقین کے ہاتھوں پیدا ہوئے جو اسلام کی صورت بگاڑنے اور اندر ہی سے اس کو ختم کرنے کے لئے اس میں داخل ہوئے تب ہی سے اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایسے لوگ مقرر فرما دیئے جو ان کا رد کرتے ہیں۔ ان کے باطل ہونے کو واضح کرتے اور یہ ثابت کرتے رہے کہ ان کی باتیں اسلامی عقیدہ اور شریعت کے منافی ہے۔

اللہ کے فضل وکرم سے آج اسلامی یونیورسٹیوں میں ، اور ان میں سے سر فہرست جامعہ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ میں بہت سے ایسے اہل علم موجود ہیں جو سلف صالحین ، اہل السنّت والجماعت کے مذہب کو پڑھے لکھے اور دوسرے لوگوں کے لئے پوری شرح وبسط کے ساتھ بیان بھی کرسکتے ہیں اور مختلف زبانوں میں اس کا ترجمہ کرنے کی استعداد بھی رکھتے ہیں تاکہ یہ لٹریچر دنیا کے تمام گوشوں کے مسلمانوں تک پہنچے وہ اس سے آگاہ ہوں، اور وہ اس پر ثابت قدم رہتے ہوئے راہ حق سے بھٹکے ہوئے افکار ونظریات اور مذاہب سے بچ سکیں۔ شیخ صالح بن فوزان الفوزان نے توحید، جس کو سب رسول علیہم السلام لے کر آئے، کی حقیقت کے بیان کے بارے میں، اور اس کے متعلق پیدا کردہ شبہات کے بارے میں جو کچھ تحریر کیا ہے۔ وہ ہماری یونیورسٹی کی طرف سے کوششوں کا نقطہ آغاز ہے۔ ہم مولائے کریم سے امید رکھتے ہیں کہ وہ ان کوششوں کو بار آور فرمائیں جن کا مقصد صرف یہ ہے کہ اہل السنّت والجماعت کے وہ عقائد اور شرائع بیان کئے جائیں جو کہ اسلام کی اساس

ہیں اور اسی غرض کے لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ آسان ومختصر انداز میں الصراط المستقیم (سیدھی راہ) کے عنوان سے کتابچے شائع کئے جاویں۔

جناب مؤلف۔ وفقہ اللہ تعالیٰ۔ نے اپنے اس مفید کتابچہ میں عقیدہ کی اہمیت بیان کرنے پر خصوصی توجہ دی ہے۔ انہوں نے یہ بات واضح کی ہے کہ عقیدہ امت کی عمارت کی مضبوط بنیاد ہے۔ انہوں نے توحید کی اقسام اور اسکی ہر قسم کے متعلق کافروں کے نقطہ نظر کو خوب شرح وبسط سے بیان کیا ہے۔ انہوں نے یہ بات بھی واضح کی ہے کہ کس طرح پہلی امتیں توحید عبادت سے متعلق شرک میں مبتلا ہوئیں او راپنے غلط موقف کو ثابت کرنے کے لئے کیا کیا شبہات اٹھائے۔ مؤلف نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ پہلی اور موجودہ امتوں میں کیا کیا باتیں مشترک ہیں۔ پھر ان کے باطل دعووں اور شبہات کا تفصیل رد کیا ہے، کتاب وسنت اور عقلی دلائل سے ان عقائد کی خرابی اور دلائل کے بودے پن کو ثابت کیا ہے۔

علاوہ ازیں فاضل مؤلف نے شفاعت ،اس کی شروط ، اس میں منظور ہونیوالی اور نامنظور ہونیوالی سب باتوں کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اولیاء وصالحین سے تبرک حاصل کرنے کے موضوع پر بھی سیر حاصل بحث کی ہے۔ وسیلہ اوراس کی جائز ناجائز قسموں کی تفصیل بھی بیان کی ہے۔

جو لوگ کہانی قصوں اور خوابوں پر اعتماد کرتے ہیں اور قبروں پر جانے سے اپنی بعض حاجات کے پورا ہونے سے اپنے شرک کے صحیح ہونے پر استدلال کرتے ہیں، فاضل مؤلف نے ان کا رد کرتے ہوئے اپنے اس کتابچہ کا اختتام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ

انہیں جزائے خیر عطا فرماویں اس کوشش کو نفع مند بنادیں اور ہم سب کے نیک عزائم کو پورا فرماویں۔ اللہ تعالیٰ ہی سیدھی راہ کی طرف راہنمائی فرمانے والے ہیں وہ ہمارے کارساز ہیں، بہترین کارساز اور بہترین مددگار ہیں۔

ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی

چانسلر امام محمد بن سعود اسلامک یونیورسٹی

حقیقت توحید کا بیان جس کو سب رسول علیہم السلام لے کر آئے اور اس کے بارے میں پھیلائے ہوئے شبہات کا رد

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ الرُّسُلِ وَمَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِهِ وَسَارَ عَلٰى نَهْجِهِ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ.

اَمَّا بَعْدُ:

عقیدہ ہی وہ بنیاد ہے جس پر امتوں کی عمارت استوار ہوتی ہے۔ ہر امت کی بہتری اور سربلندی اس کے عقیدہ کی سلامتی اور اس کے افکار کی درستگی سے وابستہ ہے۔ اسی لئے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام نے عقیدہ کی اصلاح کی دعوت دی اور ہر رسول نے دعوت کی ابتداء اس طرح کی :

﴿......اعْبُدُوْا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُهُ......﴾[1]

اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِىْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوْا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوْا الطَّاغُوْتَ......﴾[2]

....

[1] سورۃ الاعراف: آیت ۵۹۔

[2] سورۃ النحل: آیت ۳۶۔

اور البتہ تحقیق ہم نے ہر ایک امت میں پیغمبر بھیجا(یہ حکم دے کر کہ)
اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔

یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو صرف اپنی ہی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ﴾[1]

میں نے جن اور انسان اسی لئے پیدا کئے ہیں کہ وہ میری عبادت کریں۔

عبادت اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر حق ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بندوں پر کیا حق ہے اور بندوں کا اللہ تعالیٰ پر کیا حق ہے؟ پھر فرمایا "اللہ تعالیٰ کا بندوں پر حق یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور بندوں کا اللہ پر حق یہ ہے کہ جو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں تو ان کو عذاب نہ دے"[2]

یہ حق تمام حقوق سے پہلے ہے، کوئی اور حق اس سے پہلے ہے نہ اس سے بڑھ کر۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَاناً......﴾[3]

---

[1] سورۃ الذاریات: آیت ۵۶۔

[2] صحیح بخاری: کتاب التوحید، ۱۳: ۳۰۰، صحیح مسلم، کتاب الایمان، حدیث نمبر ۳۰۔

[3] سورۃ الاسراء: آیت ۲۳۔

تمہارے پروردگار نے یہ حکم دیا کہ اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

اور یہ بھی فرمایا:

﴿قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا﴾[1]

کہہ دیجئے آؤ میں تم کو یہ پڑھ کر سناؤں جو تمہارے پروردگار نے تم پر حرام کیا ہے: کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

چونکہ یہ حق تمام حقوق پر افضل ہے اور دین کے تمام احکام کی جڑ اور بنیاد ہے اسی لئے نبی کریم ﷺ مکہ کی تیرہ سالہ زندگی میں لوگوں کو اسی حق کے قائم کرنے کی دعوت دیتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کے شریک ہونے کی نفی کرتے رہے۔ قرآن کریم کی بیشتر آیات میں بھی اسی حق کو ثابت کیا گیا ہے اور اس کے بارے میں شبہات کی نفی کی گئی ہے۔ ہر نمازی، خواہ وہ فرض پڑھے یا نفل، اللہ تعالیٰ سے ذیل کے الفاظ میں اس حق کو ادا کرنے کا عہد کرتا ہے:

﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾[2]

....

[1] سورۃ الانعام: آیت ۱۵۱۔

[2] سورۃ الفاتحہ: آیت ۵۔

ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔

اس عظیم حق کو توحید عبادت "**توحید الوهيت**" یا "**توحید الطلب والقصد**" کہا جاتا ہے۔ ناموں کے اختلاف کے باوجود مراد ایک ہی ہے۔ یہ توحید انسان فطرت میں موجود ہے(جیسا کہ حدیث شریف میں ہے)۔"ہر پیدا ہونے والا فطرت پر پیدا ہوتا ہے"۔

انحراف بری تربیت کی وجہ سے رونما ہوتا ہے(جیسا کہ حدیث شریف میں ہے): "بچہ کے والدین اس کو یہودی یا عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں"[1]

دنیا میں پہلے صرف یہی توحید تھی۔ شرک بعد میں پیدا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ وَ اَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ......﴾[2]

لوگ ایک امت تھے پس اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو بھیجا، خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے۔ اور ان کے ساتھ کتاب نازل کی حق کے ساتھ تاکہ وہ لوگوں کے درمیان ان باتوں میں فیصلہ کریں جن میں انہوں نے اختلاف

....

[1] صحیح مسلم: حدیث نمبر ۲۰۴۷۔

[2] سورة البقرة: آیت ۲۱۳۔

کیا۔

ایک اور جگہ فرمایا:

﴿وَ مَا كَانَ النَّاسُ اِلَّا اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا......﴾[1]

اور لوگ (پہلے) ایک ہی جماعت تھے، پھر انہوں نے اختلاف کیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا" حضرت آدم اور نوح علیہما السلام کے درمیان دس صدیاں گزری ہیں، اور وہ سبھی لوگ اسلام پر تھے"[2]

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے کہا ہے " آیت کی تفسیر میں یہی بات درست ہے" پھر انہوں نے اسی بات کی تائید میں قرآن کریم سے اور دلائل بھی پیش کیئے ہیں۔[3]

حافظ ابن کثیر نے بھی اپنی تفسیر میں اسی بات کو صحیح قرار دیا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم میں شرک اس وقت پیدا ہوا جب انہوں نے نیک لوگوں کی تعظیم میں غلو کیا اور اپنے نبی کی دعوت سے تکبر کی بنا پر انکار کیا:

﴿وَقَالُوْا لَاتَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدّاً وَّ سُوَاعاً وَّلَا يَغُوْثَ

....

[1] سورۃ یونس: آیت ۱۹

[2] تفسیر ابن کثیر:۱/۲۵۰۔

[3] اغاثۃ اللہفان:۲/۲۰۱۔

وَيَعُوْقَ وَنَسْراً ﴿﴾ [1]

اور انہوں نے کہا ہرگز نہ چھوڑو اپنے معبودوں کو، اور نہ چھوڑو ودکو نہ سواع کو نہ یغوث ویعوق اور نسر کو۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اپنی کتاب "الصحیح" [2] میں نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: " یہ نوح علیہ السلام کی قوم کے نیک آدمیوں کے نام ہیں، ان کے انتقال کرنے پر شیطان نے ان کی قوم کے دلوں میں یہ بات ڈالی کہ ان مجلسوں میں جہاں وہ بیٹھا کرتے تھے مورتیاں رکھو اور ان کے نام بزرگوں کے ناموں پر رکھو۔ انہوں نے ایسے ہی کیا لیکن ان مورتیوں کی پوجا نہ کی۔ ان کی پوجا اس وقت شروع ہوئی جب مورتیاں رکھنے والے فوت ہوگئے اور لوگ ان کی اصل حقیقت کو بھول گئے"۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سلف میں سے کئی ایک نے کہا ہے کہ جب(نیک لوگ) فوت ہوگئے توانہوں نے ان کی قبروں پر ڈیرا ڈال دیا، پھر انہوں نے ان کی مورتیاں بنا ڈالیں۔ پھر کافی مدت گزرنے کے بعد انہوں نے ان کی پرستش شروع کردی"۔ [3]

---

[1] سورۃ نوح: آیت ۲۳۔

[2] صحیح بخاری:۶/۱۳۳۔

[3] اغاثۃ اللہفان: ۲/۲۰۲۔

حضرت امام نے مزید کہا: "بتوں کی پوجا کے بارے میں شیطان نے ہر قوم کو اس کی سمجھ کے مطابق ہی بیوقوف بنایا ہے ایک گروہ کو مردوں کی تعظیم کے نام سے بتوں کی عبادت کی طرف بلایا یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے نیکو کار لوگوں کی شکلوں کی مورتیاں بنائیں جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے کیا۔ مشرکین عوام میں شرک کی ابتداء کا یہی سبب ہے۔ جہاں تک خواص مشرکین کا تعلق ہے انہوں نے ان ستاروں کی شکل کی مورتیاں بنائیں جن کے متعلق وہ سمجھتے تھے کہ وہ نظام عالم چلانے میں مؤثر ہیں۔ ان مورتیوں کے لئے انہوں نے گھر بنائے، مجاور ودربان مقرر کئے اور ان پر چڑھاوے چڑھائے۔ قدیم زمانہ سے لے کر اب تک شرک کی یہ صورت دنیا میں موجود ہے۔ اس کی ابتداء حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بے دین قوم سے ہوئی جن سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شرک کے بطلان کے لئے مناظرہ کیا۔ ان کی دلیل کو اپنے علم سے اور ان کے معبودوں کو اپنے ہاتھ سے توڑا (جواب میں) انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کو زندہ جلانے کا مطالبہ کیا۔ ایک گروہ نے چاند کی مورتی بنائی انہوں نے یہ گمان کیا کہ یہ بندگی کا مستحق ہے اور عالم سفلی کا نظم ونسق یہی چلاتا ہے۔ دوسرے گروہ نے آگ کی پرستش کی یہ لوگ مجوسی ہیں انہوں نے آگ کے لئے گھر بنائے اور ان کے دربان ومجاور مقرر کئے۔ وہ ایک لمحہ کے لئے آگ کو بجھنے نہیں دیتے۔ کچھ لوگ پانی کی پوجا کرتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ پانی ہر چیز کی اصل ہے اسی سے ہر چیز کی پیدائش ہوتی ہے اور یہی عالم کی آبادکاری کا ذریعہ۔ بعض لوگ حیوانات کی پرستش کرتے ہیں۔ ان میں سے کچھ تو گھوڑے کو

پوجتے ہیں او ریچھ گائے کو۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو زندہ اور مردہ انسانوں کی عبادت کرتے ہیں۔ بعض جنوں کی بندگی کرتے ہیں، بعض درختوں کو پوجتے ہیں۔ اور بعض فرشتوں کی پرستش کرتے ہیں [1]

اوپر بخاری شریف کے حوالہ سے نوح علیہ السلام کی قوم میں شرک کے نمودار ہونے کے متعلق حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا جو قول نقل کیا گیا ہے اس سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

۱- دیواروں پر تصویروں کا لٹکانا اور مجالس اور میدانوں میں مورتیاں نصب کرنا بہت خطرناک ہے اس کی وجہ سے لوگ شرک میں مبتلا ہوتے ہیں۔ ان تصویروں اور مورتیوں کی تعظیم لوگوں کو ان کی پرستش پر پہنچا دیتی ہے اور لوگ یہ سمجھنا شروع کر دیتے ہیں کہ یہ خیر لانے اور شر دور کرنے کا سبب ہیں جیسا کہ قوم نوح علیہ السلام میں ہوا۔

۲- شیطان انسانوں کو گمراہ کرنے اور دھوکہ دینے کے لئے بے حد حریص ہے۔ بسا اوقات وہ ان کے بھلے جذبات سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا ہے بھلائی کی بات پر ترغیب کے بہانے گمراہ کرتاہ ے۔ جب اس نے دیکھا کہ نوح علیہ السلام کی قوم نیک لوگوں سے بہت زیادہ محبت کرتی ہے تو اس نے انہیں ان کی محبت میں غلو کی ترغیب دی اور ان سے مجالس میں ان نیک لوگوں کی مورتیاں نصب

[1] اغاثۃ اللہفان:۲/۲۱۸،۲۱۹،۲۲۹، ۲۳۰،۲۳۱،۲۳۳

کرائیں اس سے اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ وہ راہ صواب سے دور ہو جائیں۔

۳- لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے شیطان کی منصوبہ بندی صرف موجودہ نسل تک ہی محدود نہیں ہوتی بلکہ آئندہ نسلوں کے لئے بھی ہوتی ہے جب وہ حضرت نوح علیہ السلام کی نسل میں شرک داخل نہ کرسکا تو اس نے آپ کی قوم کے آنے والی نسلوں کو شرک میں مبتلا کرنے کی غرض سے اپنا جال پھینکا۔

۴- وسائل شر کے بارے میں تساہل درست نہیں ہے۔ ان کی بیخ کنی اور سد باب کرنا ضروری ہے۔

۵- آخری بات جو اس قول سے معلوم ہوتی ہے وہ باعمل علماء کی فضیلت ہے۔ ان کی موجودگی باعث خیر ہے اور عدم موجودگی باعث شر ہے۔ جب تک وہ لوگوں میں موجود رہے شیطان انکو گمراہ نہ کرسکا۔

اقسام توحید

توحید کی دو قسمیں ہیں۔ توحید معرفت واثبات ۔ یہی توحید ربوبیت ہے اس سے مراد اس بات کا اقرار ہے کہ اللہ تنہا ہی ساری مخلوق کا پیدا کرنے والا ، اس کا نظم ونسق چلانے والا، زندگی اور موت دینے والا ، خیر لانے والا او رشر روکنے والا ہے۔ توحید کی اس قسم میں کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا حتیٰ کہ مشرکین نے بھی اپنے شرک کے باوجود اس کا اقرار کیا ہے اور انکار کی جرات نہیں کی ۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق فرمایا:

﴿قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ

وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَمَنْ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَیَقُوْلُوْنَ اللّٰہُ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ﴾[1]

کہہ دیجئے کون تم کو آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟ کون سننے اور دیکھنے کا مالک ہے، کون مردہ سے زندہ کو نکالتا ہے؟ اور زندہ سے مردہ کو نکالتا ہے؟ اور کون تدبیر کرتا ہے سارے امور کی ۔ پس البتہ کہیں گے اللہ پس آپ کہہ دیجئے: پھر تم کیوں نہیں ڈرتے۔

اسی قسم کی بہت سے آیات ہیں جن میں واضح طور پر اس بات کا بیان ہے کہ مشرک لوگ توحید کی اس قسم کے قائل تھے۔ توحید کی جس دوسری قسم کا وہ انکار کرتے وہ توحید عبادت ہے۔

توحید عبادت سے مراد یہ ہے کہ بندے کی ہر قسم کی عبادتوں کا صرف اللہ تعالیٰ کو مطلوب ومقصود قرار دیا جائے۔ جیسا کہ کلمہ " لا الہ الا اللہ " کا مدلول اور مفاد ہے۔ یہ کلمہ ہر قسم کی عبادت کو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ثابت کرتا ہے۔ اور غیر اللہ سے اس کی نفی کرتا ہے۔ اسی لئے جب رسول اللہ ﷺ نے مشرکوں کو یہ کلمہ پڑھنے کیلئے کہا تو انہوں نے انکار کیا اور کہنے لگے:

﴿اَجَعَلَ الْاٰلِھَةَ اِلٰھاً وَّاحِداً اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ﴾[2]

....

[1] سورۃ یونس: آیت ۳۱۔

[2] سورۃ ص: آیت ۵۔

کیا اس (نبی) نے سب معبودوں کو ایک معبود کر دیا یہ تو بڑی انوکھی بات ہے۔

کیونکہ وہ جانتے تھے کہ جس نے یہ کلمہ پڑھ لیا اس نے غیر اللہ کیلئے ہر قسم کی عبادت کے باطل ہونے کا اعتراف کیا اور اللہ تعالیٰ کے لئے ہر قسم کی عبادت کا اثبات کیا۔

اور عبادت نام ہے ان ظاہری اور باطنی اقوال واعمال کا جن کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں۔ جس کسی نے کلمہ پڑھنے کے بعد غیر اللہ کو پکارا اس نے اپنے ہی قول کی خلاف ورزی کی۔

توحید ربوبیت اور توحید الوہیت لازم وملزوم ہیں توحید ربوبیت کا اقرار اس بات کو واجب ٹھہراتا ہے کہ توحید الوہیت کا اقرار کیا جائے اور اس کے تقاضوں کو ظاہری وباطنی طور پر ادا کیا جائے ۔ اسی لئے سارے رسول علیہم الصلاۃ السلام اپنی امتوں سے اس بات کا مطالبہ کرتے رہے ہیں اور ان کے توحید ربوبیت کے اعتراف سے توحید الوہیت کی دلیل پکڑتے رہے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ خٰلِقُ كُلِّ شَیْءٍ فَاعْبُدُوْهُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ وَّكِیْلٌ﴾[1]

وہی اللہ تعالیٰ تمہارا رب ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ہر چیز کا

....

[1] سورۃ الانعام: آیت ۱۰۲۔

پیدا کرنے والا ہے۔ اس کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز پر کارساز ہے:

﴿وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ قُلْ اَفَرَءَ يْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ......﴾[1]

اور اگر تو ان سے سوال کرے کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو یہ ضرور کہیں گے اللہ نے (اور ان سے) کہو بھلا بتلاؤ تو سہی اگر اللہ تعالیٰ مجھے تکلیف پہنچانا چاہیں تو تم جن کو اللہ کے سوا پکارتے ہو کیا وہ اس کی (بھیجی ہوئی) تکلیف کو دور کر سکتے ہیں؟ یا اگر مجھ پر رحمت فرمانا چاہیں تو کیا یہ اس کی رحمت کو روک سکتے ہیں۔

توحید ربوبیت کا اقرار انسانی فطرت میں داخل ہے کوئی مشرک بھی اس میں اختلاف نہیں کرتا ۔ دنیا کے سارے گروہوں میں دھریوں کے سوا کسی نے اس کا انکار نہیں کیا۔ دہریہ خالق کا انکار کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ نظام جہاں بغیر کسی مدبر و منتظم کے خود بخود چل رہا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق بیان کیا ہے:

﴿وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَ نَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا اِلَّا الدَّهْرُ......﴾[2]

....

[1] سورۃ الزمر: آیت ۳۸۔

[2] سورۃ الجاثیۃ: آیت ۲۴۔

اور انہوں نے کہا ہماری تو یہی دنیا کی زندگی ہے(دنیا ہی میں)
مرتے ہیں اور(یہیں) جیتے رہتے ہیں اور زمانہ ہی ہم کو ہلاک کرتا ہے۔

پھر ان کی تردید ان الفاظ میں فرمائی:

﴿......وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ﴾[1]

انہیں اس بارے میں کچھ علم نہیں، وہ تو صرف اٹکلیں دوڑاتے ہیں۔

دہریوں کا انکار کسی دلیل پر مبنی نہیں تھا۔ ان کے پاس صرف ظن تھا اور ظن تو حق سے بے نیاز نہیں کرسکتا ۔ وہ اللہ تعالیٰ کی اس بات کا بھی کوئی جواب نہ دے سکے:

﴿اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ☆ اَمْ خَلَقُوْا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ﴾[2]

کیا وہ آپ ہی آپ(بغیر کسی بنانے والے کے) بن گئے ہیں یا انہوں نے خود (اپنے کو) بنایا ہے۔ کیا انہوں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے! بلکہ وہ یقین نہیں لاتے۔

اور نہ ہی وہ اللہ تعالیٰ کی اس بات کا جواب دے سکے:

﴿هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ......﴾[3]

....

[1] سورۃ الجاثیۃ: آیت ۲۴۔

[2] سورۃ الطّور: آیت ۳۵-۳۶

[3] سورۃ لقمان: آیت ۱۱۔

اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی تو یہ چیزیں ہیں پس مجھے دکھلاؤ کہ اللہ کے سوا دوسرے لوگوں نے کیا پیدا کیا ہے؟

﴿قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَھُمْ شِرْکٌ فِی السَّمٰوٰت......﴾[1]

کہہ دیجئے بھلا دیکھو تو سہی جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو مجھے دکھاؤ تو سہی انہوں نے زمین میں کیا بنایا ہے یا کیا آسمانوں میں ان کی شراکت ہے؟

بظاہر جو کوئی توحید کی اس قسم کا انکار کرتا ہے، جیسا کہ فرعون ، دل سے وہ اس کو درست سمجھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرعون کے متعلق فرمایا:

﴿...... لَقَدْ عَلِمْتَ مَا اَنْزَلَ ھٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰت وَالْاَرْضِ......﴾[2]

تو خوب جان چکا ہے کہ ان نشانیوں کو آسمانوں اور زمین کے پروردگار نے ہی اتارا ہے۔

پھر اس کے اور اس کی قوم کے متعلق فرمایا:

﴿وَجَحَدُوا بِھَا وَاسْتَیْقَنَتْھَا اَنْفُسُھُمْ ظُلْماً وَّعُلُوّاً......﴾[3]

ان کے دلوں میں ان نشانیوں کا یقین آ گیا تھا لیکن انہوں نے ظلم اور تکبر کی وجہ سے ان کا انکار کیا۔

....

[1] سورۃ الاحقاف: آیت۴۔

[2] سورۃ الاسراء: آیت۱۰۲۔

[3] سورۃ النمل: آیت۱۴۔

پہلی امتوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَعَاداً وَّثَمُوْداْ وَقَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ﴾[1]

اور عاد وثمود کو بھی (ہلاک کیا) اور ان کے گھر تمہارے لئے ظاہر ہیں۔ شیطان نے ان کے اعمال کو ان کے واسطے زینت دی اور ان کو (سچی) راہ سے روک دیا اور وہ سب کچھ دیکھنے والے تھے۔

جس طرح انسانوں کے کسی معروف گروہ نے توحید کی اس قسم کا انکار نہیں کیا اسی طرح ان امور میں شرک کا ارتکاب بھی نہیں کیا۔ سب ہی اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اللہ ہی تنہا پیدا کرنیوالے اور کائنات کا نظم ونسق چلانے والے ہیں جو صفات اور افعال میں برابر ہیں۔ مجوسیوں میں سے ثانویہ جو کائنات کے دو خالقوں کا عقیدہ رکھتے ہیں ایک انکے نزدیک خالق خیر ہے اور خیر نور ہے اور دوسرا خالق شر ہے اور شر تاریکی ہے مگر وہ بھی نور اور ظلمت کو برابر نہیں سمجھتے۔ نور ان کے نزدیک اصل ہے اور ظلمت ایک وقتی شے ہے۔ ان کا اس بات پر اتفاق ہے کہ روشنی تاریکی سے بہتر ہے۔

اسی طرح نصاریٰ جو تثلیث کے قائل ہیں انہوں نے بھی جہاں کے تین الگ الگ خدا نہیں بنائے۔ بلکہ وہ اس بات پر متفق ہیں کہ جہاں کا پیدا کرنے والا ایک

....

[1] سورۃ العنکبوت: آیت ۳۸۔

ہی ہے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ باپ سب سے بڑا الہ (معبود) ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ توحید ربوبیت کا اثبات ایک ایسی بات ہے جس پر سب کا اتفاق ہے اور اس میں شرک کم ہی ہوا ہے لیکن مسلمان بننے کے لئے یہ کافی نہیں۔ اس کے لئے توحید الوہیت کا اقرار ضروری ہے۔ کافر امتیں اور خصوصاً عرب کے مشرک جن میں خاتم المرسلین ﷺ مبعوث کئے گئے، توحید ربوبیت کا اقرار کرتے تھے لیکن یہ توحید الوہیت کے اقرار نہ کرنے کی وجہ سے مسلمان نہ بن سکے۔

قرآن کریم کی آیات پر غور وفکر کرنے والے کے لئے یہ بات واضح ہو جاویگی کہ وہ توحید ربوبیت سے استدلال کرتے ہوئے توحید الوہیت کا مطالبہ کرتی ہیں۔ جس بات کا مشرکوں نے انکار کیا ان آیات میں اس کا مطالبہ کیا جاتا ہے، اور جس بات کو وہ مانتے ہیں اس سے استدلال کیا جاتا ہے۔ ان آیات میں توحید عبادت کا حکم ہے اور اس بات کی خبر دی گئی ہے کہ وہ توحید ربوبیت کا اقرار کرتے ہیں۔ توحید عبادت کو سیاق طلب میں اور توحید ربوبیت کو خبر کے پیرایہ میں ذکر کیا گیا ہے۔

قرآن کریم میں جو پہلا حکم ہے وہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ☆ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشاً وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقاً لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ اَنْدَاداً وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾[1]

---

[1] سورۃ البقرۃ: آیت ۲۱-۲۲۔

اے لوگو اپنے پروردگار کی عبادت جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا تا کہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔ جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی برسا کر تمہارے کھانے کیلئے پھلوں کو نکالا۔ پس تم اللہ کے لئے شریک نہ بناؤ اور تم جانتے ہو۔

قرآن کریم میں کتنی ہی دفعہ توحید عبادت کی طرف دعوت، اس کے بارے میں حکم، اور اس کے متعلق اٹھائے گئے شبہات کا رد کیا گیا ہے۔ قرآن کریم کی ہر سورت بلکہ ہر آیت اسی توحید کی طرف دعوت دیتی ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں یا تو اللہ تعالیٰ او راس کے اسماء وصفات وافعال کے متعلق خبر ہے اور یہی توحید ربوبیت ہے، یا اس میں ایک اللہ کی عبادت کی دعوت اور غیر اللہ کی عبادت سے روکا ہے اور یہی توحید الوہیت ہے۔

یا اس میں اس بات کی خبر دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل توحید اور اپنے اطاعت گزاروں کو کس طرح دنیا وآخرت میں نوازا ہے اور یہی نوازنا توحید کا بدلہ ہے۔

یا قرآن کریم میں مشرکوں اور دنیا وآخرت میں ان کی سزا کے متعلق بتلایا گیا ہے اور یہی سزا اصل میں توحید سے بغاوت کرنے والوں کی سزا ہے یا قرآن کریم میں احکام اور شریعت سازی ہے اور یہ توحید کے حقوق میں سے ہے کیونکہ شریعت سازی کا حق صرف ایک اللہ ہی کیلئے ہے۔ ایک کلمہ "لا الہ الا اللہ" توحید کو اپنی تمام قسموں کے ساتھ اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ کیونکہ اس میں نفی بھی ہے اور اثبات

بھی(غیر اللہ سے الوہیت حقہ کی نفی ہے اور صرف اللہ تعالیٰ کے لئے اسکا اثبات ہے) اسی کلمہ میں " ولاء وبراءت" ("ولاء"- دوستی- اللہ تعالیٰ کیلئے اور براءت اللہ تعالیٰ کے سوا سب سے) اور دین توحید کی بنیاد انہی دو باتوں پر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے متعلق بتلایا ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا:

﴿......اِنَّنِیْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ☆ اِلَّا الَّذِیْ فَطَرَنِیْ فَاِنَّهٗ سَیَهْدِیْنِ﴾[1]

جس چیز کی تم عبادت کرتے ہو میں اس سے بیزار ہوں مگر اس سے جس نے مجھے پیدا کیا وہ عنقریب میری راہنمائی کرے گا۔

اور یہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث کردہ ہر رسول کا دستور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ﴾[2]

ہم تو ہر قوم میں ایک پیغمبر بھیج چکے ہیں(یہ حکم دیکر) کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

....

[1] سورۃ الزخرف: آیت۲۶-۲۷

[2] سورۃ النحل: آیت۳۶۔

﴿......فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لا انْفِصَامَ لَهَا......﴾[1]

پس جو کوئی طاغوت کے ساتھ کفر کرے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اس نے یقیناً مضبوط کڑا پکڑ رکھا ہے جو ٹوٹنے والا نہیں۔

جس کسی نے (**لا الہ الا اللہ**) کہا اس نے غیر اللہ کی عبادت سے اظہار براء ت کیا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کا اپنے آپ کو پابند کیا۔ او ر یہ وہ عہد ہے جس کی پابندی کی ذمہ داری انسان خود قبول کرتا ہے۔

﴿......فَمَنْ نَكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهِ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيهِ اَجْراً عَظِيْماً﴾[2]

پس جو کوئی عہد توڑے اس کے عہد توڑنے کا نقصان اسی کی جان کو ہے اور جو کوئی اس عہد کو پورا کرے جو اس نے اللہ سے کیا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بہت بڑا ثواب دینگے۔

لا الہ الا اللہ توحید عبادت کا اعلان ہے کیونکہ الہ کے معنی معبود کے ہیں اس لئے اس کلمہ کے معنی ہیں: اللہ تعالیٰ کے ما سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ اس کلمہ کے معنی کو جانتے ہوئے اسے پڑھنے والا، او راس کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے شرک کی نفی

---

[1] سورة البقرة: آیت ۲۵۶۔

[2] سورة الفتح: آیت ۱۰۔

اور توحید کا اقرار کرنے والا، اور اس پر اعتقاد رکھنے والا صحیح معنوں میں مسلمان ہے۔ اور جس نے یہ کلمہ پڑھا اور دل کے اعتقاد کے بغیر ظاہری طور پر اس کے تقاضوں کو پورا کیا وہ منافق ہے۔ اور جو کوئی زبان سے تو اس کلمہ کو پڑھے لیکن اس کے منافی مشرکانہ اعمال کا ارتکاب کرے وہ کافر ہے اگر چہ وہ اس کلمہ کو بار بار دہرائے جیسا کہ آج کل کے قبر پرست ہیں جو یہ کلمہ اپنی زبانوں سے پڑھتے ہیں لیکن اس کے معنی کو بالکل نہیں سمجھتے۔ ان کے طور واطوار اور اعمال کے بدلنے میں بھی اس کا کوئی اثر دکھائی نہیں دیتا وہ لا الہ الا اللہ بھی کہتے ہیں اور مدد یا عبدالقادر، یا بدوی، یا فلاں ، یا فلاں بھی پکارتے ہیں۔ وہ مردوں کو مدد کے لئے پکارتے ہیں اور مصائب میں ان سے فریاد کرتے ہیں۔ پہلے مشرکوں نے کلمہ کے معنی کو ان سے بہتر سمجھا جب رسول اللہ ﷺ نے ان سے (لا الہ الا اللہ) کہنے کا مطالبہ کیا تو انہوں نے سمجھ لیا کہ ان سے بتوں کی عبادت چھوڑنے اور ایک اللہ کی بندگی کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ اسی لئے انہوں نے کہا:

﴿اَ جَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهاً وَّاحِداً......﴾[1]

کیا اس نے کئی خداؤں کو ایک خدا کر دیا۔

اور قوم ھود نے کہا:

﴿...... اَ جِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهُ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُ نَا......﴾[2]

---

[1] سورۃ ص: آیت ۵۔ [2] سورۃ الاعراف: آیت ۷۰۔

کیا تو اس لئے ہمارے پاس آیا ہے کہ ہم ایک اللہ کی عبادت کریں اور جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے ان کو چھوڑ دیں۔

اور قوم صالح نے ان سے کہا:

﴿اَ تَنْهٰنَا اَنْ نَعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا......﴾[1]

کیا تو ہم کو ان چیزوں کی عبادت سے روکتا ہے جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے آئے ہیں۔

اور ان سے پہلے نوح علیہ السلام کی قوم نے ان سے کہا:

﴿وَقَالُوْا لَاتَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّ سُوَاعاً وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْراً﴾[2]

اور انہوں نے کہا تم ہرگز اپنے معبودوں کو نہ چھوڑو اور نہ چھوڑو ود کو، اور نہ سواع کو اور نہ ہی یغوث ویعوق اور نسر کو۔

کافروں نے لا الہ الا اللہ کے معنی یہ سمجھے کہ بتوں کی عبادت کو چھوڑر جائے او رصرف ایک اللہ کی عبادت کی جائے۔ اور اسی لئے انہوں نے اس کلمہ کے پڑھنے سے انکار کیا کیونکہ اس کے پڑھنے کے بعد لات وعزی ومناب کی عبادت کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ آج کے قبر پرست اس تناقض کونہیں پائے۔ وہ اس کلمہ کو بھی

....

[1] سورۃ ھود: آیت ۶۲

[2] سورۃ نوح: آیت ۲۳۔

پڑھتے ہیں اور مردوں کی پوجا بھی کرتے ہیں۔ ان میں سے کچھ لوگ الہ سے مراد اختراع، تخلیق اور ایجاد پر قدرت رکھنے والا بیان کرتے ہیں۔اس طرح اس کلمہ کے معنی ہوں گے:

"نئے سرے سے تخلیق پر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی قدرت نہیں رکھتا" لیکن یہ انتہائی فحش غلطی ہے اتنی بات کا اقرار تو مشرکین بھی کرتے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق بیان کیا ہے۔ کہ اختراع وتخلیق اور زندگی وموت صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔لیکن اس اقرار کے باوجود وہ مسلمان نہ بن گئے۔ اگر چہ یہ باتیں لا الہ الا اللہ کے معنی میں شامل ہیں لیکن وہ اس کلمہ کا اصل مقصود نہیں۔

توحید عبادت میں شرک:

عبادت میں شرک سے مراد یہ ہے کہ عبادت کو یا عبادت کی کسی قسم کو غیر اللہ کے لئے کرنا۔ ہم پہلے اشارہ کر چکے ہیں کہ روئے زمین پر اس شرک کی ابتداء کیسے ہوئی اور یہ آج تک مخلوق میں جاری ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جن پر اللہ نے رحم فرمایا ہے۔ عبادت میں شرک کی دو قسمیں ہیں۔

ایک شرک اکبر جو انسان کو ملت سے خارج کر دیتا ہے۔ جیسے غیر اللہ کے لئے ذبح کرنا، غیر اللہ سے دعا کرنا، یا اسی طرح کوئی اور عبادت غیر اللہ کے لئے کرنا۔

دوسری قسم شرک اصغر ہے جو ملت سے خارج تو نہیں کرتی البتہ اس سے توحید میں نقص واقع ہوتا ہے۔ اور بسا اوقات انسان شرک اکبر تک پہنچ جاتا ہے۔ جیسے غیر اللہ کی قسم کھانا یا ریا کاری، یا یہ کہنا کہ " جیسے اللہ چاہیں اور آپ چاہیں" یا یہ کہنا کہ " اگر اللہ اور آپ نہ ہوتے" اور اسی طرح کے دوسرے جملے، جو کہ زبان سے ادا تو کئے جاتے ہیں لیکن ان کے معانی مقصود نہیں ہوتے۔ اس امت میں شرک بہت رواج پکڑ چکا ہے۔ اس کے پھیلنے کے اسباب بہت سے ہیں مثلاً بہت سے لوگوں کی کتاب وسنت سے دوری، آباء واجداد کی اندھی تقلید، مردوں کی تعظیم میں مبالغہ اور ان کی قبروں پر عمارتوں کا بنانا، اور دین کی حقیقت سے بے خبری جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

" جب اسلام میں وہ لوگ پروان چڑھیں گے جنہوں نے جاہلیت کو نہیں پہچانا تو

اسلام کی کڑیاں ایک ایک کر کے ٹوٹ جائیں گی"

شرک کے عام ہونے کے اسباب میں سے ان شبہات اور حکایات کی شہرت بھی ہے جن کی وجہ سے بہت سے لوگ بھٹک گئے ہیں اور جن کو وہ اپنے مشرکانہ اعمال کی درستگی کے لئے سند قرار دیتے ہیں۔ ان میں سے کچھ شبہات ایسے ہیں جو گزشتہ امتوں کے مشرکین نے پیش کئے اور کچھ ایسے ہیں جو اس امت کے مشرکین نے پیش کئے ہیں۔ ان شبہاب میں سے چند یہ ہیں:

پہلا شبہ:

یہ شبہ مشرکوں کے نئے اور پرانے قریباً تمام گروہوں میں موجود ہے۔ اس کی اساس آباؤ اجداد کے طرز عمل کو حجت ٹھہرانا ہے اور یہ کہ انہیں عقیدہ اپنے آباؤ واجداد سے ورثہ میں ملا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَكَذٰلِكَ مَآ اَرۡسَلۡنَاكَ مِنۡ قَبۡلِكَ فِىۡ قَرۡيَةٍ مِّنۡ نَّذِيۡرٍ اِلَّا قَالَ مُتۡرَفُوۡهَا اِنَّا وَجَدۡنَا اٰبَآءَ نَاعَلٰى اُمَّةٍ وَاِنَّا عَلٰى اٰثَارِهِمۡ مُّقۡتَدُوۡنَ﴾[1]

اسی طرح ہم نے تجھ سے پہلے جب کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا بھیجا تو وہاں کے مالدار لوگ یہی کہنے لگے ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین پر پایا اور ہم تو انہیں کے نقش قدم پر چلیں گے۔

اس دلیل کا سہارا وہ لوگ لیتے ہیں جو اپنے دعویٰ کے اثبات کے لئے کوئی

---

[1] سورۃ الزخرف: آیت ۲۳۔

اور دلیل پیش نہیں کر سکتے ۔ لیکن میدان مناظرہ میں اس بودی دلیل کی کوئی وقعت و قیمت نہیں ہے کیونکہ انکے آباؤ اجداد ہدایت پر نہیں تھے اور جو ہدایت پر نہ ہو اس کی پیروی اور اتباع کرنا ناجائز ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿......اَوَلَوْكَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَايَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَّلَايَهْتَدُوْنَ﴾[1]

کیا اگر ان کے آباؤ واجداد نہ کچھ جانتے ہوں اور نہ ہی ہدایت پانے والے ہوں (تب بھی یہ ان کی پیروی کریں گے)

اللہ تعالیٰ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

﴿......اَوَلَوْكَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَايَعْقِلُوْنَ شَيْئًا وَّلَايَهْتَدُوْنَ﴾[2]

کیا اگر ان کے آباؤ اجداد بے عقل اور گمراہ ہوں (تب بھی ان کی پیروی کریں گے)

آباؤ اجداد کی پیروی قابل تعریف اس وقت ہے جب کہ وہ حق پر ہوں۔ اللہ تعالیٰ یوسف علیہ السلام کے بارے میں فرماتے ہیں:

﴿وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَايَشْكُرُوْنَ﴾[3]

---

[1] سورۃ المائدہ: آیت ۱۰۴۔ [2] سورۃ البقرۃ: آیت ۱۷۰

[3] سورۃ یوسف: آیت ۳۸۔

میں نے اپنے آباؤ واجداد ابراہیم ، اسحاق اور یعقوب کے دین کی پیروی کی۔ ہمارے لئے یہ روا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کریں۔ یہ ہم اور تمام لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہے لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمٰنٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ......﴾[1]

اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد بھی ایمان کے ساتھ ان کی راہ پر چلی تو ہم ان کی اولاد کو بھی (جنت میں) ان کے ساتھ کردیں گے۔

یہ شبہ مشرکین کے دلوں میں ایسا بیٹھ چکا ہے کہ وہ اس کو انبیاء علیہم السلام کی دعوت کے مقابلہ میں ہمیشہ پیش کرتے رہے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے جب اپنی قوم کو اللہ کی عبادت کی دعوت دی تو انہوں نے جواب میں یہی شبہ پیش کیا (اس بارے میں) قرآن کریم میں ہے:

﴿......يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ☆ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ﴾[2]

....

[1] سورۃ الطّور: آیت ۲۱۔

[2] سورۃ المومنون: آیت ۲۳-۲۴۔

(نوح علیہ السلام نے کہا) اے میری قوم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ کیا پس تم نہیں ڈرتے ۔ اس کی قوم کے سردار جو کافر تھے کہنے لگے: یہ ہے کیا تم جیسا ایک آدمی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی طرح تمہارا بڑا بن جائے۔ اگر اللہ تعالیٰ (واقعی) چاہتا تو فرشتے اتارتا۔ ہم نے تو ایسی بات اپنے باپ دادوں میں نہیں سنی۔

حضرت نوح علیہ السلام سے ان کی قوم نے کہا:

﴿......اَتَنۡهٰنَآ اَنۡ نَّعۡبُدَ مَا يَعۡبُدُ اٰبَآؤُنَا......﴾[1]

کیا تو ہمیں ان چیزوں کو پوجنے سے روکتا ہے جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے۔

اور حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم نے ان سے کہا:

﴿...... اَصَلٰوتُكَ تَاۡمُرُكَ اَنۡ نَّتۡرُكَ مَا يَعۡبُدُ اٰبَآؤُنَا......﴾[2]

کیا تیری نماز تجھے یہ حکم دیتی ہے کہ ہم ان چیزوں کو چھوڑ دیں جن کی پوجا ہمارے باپ دادا کرتے تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب دلیل سے اپنی قوم کو خاموش کردیا تو انہوں نے بھی یہی بات کہی:

---

[1] سورۃ ھود: آیت ۶۲۔

[2] سورۃ ھود: آیت ۸۷۔

﴿......مَاتَعْبُدُوْنَ☆قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَاماً فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ☆ قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْتَدْعُوْنَ☆ اَوْيَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْيَضُرُّوْنَ☆ قَالُوْا وَجَدْنَا اٰبَآءَ نَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ﴾[1]

(ابراہیم علیہ السلام نے کہا) تم کس کو پوجتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم بت پوجتے ہیں اور انہی کے سامنے پڑے رہتے ہیں۔(ابراہیم علیہ السلام نے) کہا: جب تم ان کو پکارتے ہو تو کیا یہ سنتے ہیں یا تمہیں نفع ونقصان پہنچا سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا: ہم نے اپنے آباؤ واجداد کو اسی طرح کرتے ہوئے پایا ہے۔

اور فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا:

﴿قَالَ فَمَابَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى﴾[2]

(فرعون نے) کہا: اچھا اگلے لوگوں کا کیا حال ہوتا ہے؟

غرض کہ کفر ایک ہی ملت ہے اور مشرکین کے پاس حق کے مقابلہ میں بس یہی بودی اور بے وزن دلیل ہوتی ہے۔

دوسرا شبہ

یہ شبہ مشرکین قریش اور دیگر لوگوں نے پیش کیا اور ان کا کہنا تھا کہ جس شرک کا

....

[1] سورۃ الشعراء: آیت ۷۰-۷۴۔

[2] سورۃ طٰہٰ: آیت ۵۱۔

وہ ارتکاب کر رہے ہیں وہ درست ہے کیونکہ وہ تقدیر الٰہی سے ہے۔

سورۃ الانعام میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ......﴾[1]

عنقریب مشرکین کہیں گے: اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم اور نہ ہمارے باپ دادا شرک کرتے اور نہ ہم کسی چیز کو حرام کرتے۔

اور سورۃ النحل میں فرمایا:

﴿وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ نَحْنُ وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ......﴾[2]

اور مشرک لوگ کہتے ہیں: (ہمارا کیا قصور ہے) اگر اللہ چاہتا تو ہم او رہمارے باپ دادا اس کے سوا کسی کو نہ پوجتے اور نہ ہی ہم اس کے (کہے) بغیر کسی چیز کو حرام قرار دیتے۔

اور سورۃ الزخرف میں ہے:

﴿وَقَالُوا لَوْ شَاءَ الرَّحْمَٰنُ مَا عَبَدْنَاهُمْ﴾[3]

---

[1] سورۃ الانعام: آیت ۱۴۸۔

[2] سورۃ النحل: آیت ۳۵۔

[3] سورۃ الزخرف: آیت ۲۰۔

اور انہوں نے کہا: اگر رحمٰن چاہتا تو ہم ان کو نہ پوجتے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے سورۃ الانعام کی آیت کی تفسیر میں لکھا ہے:

مشرک اپنے شرک اور اپنی طرف سے حرام کردہ چیزوں کی حرمت ثابت کرنے کیلئے جو شبہ پیش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اسے بیان کیا ہے: (وہ کہتے ہیں) کہ ان کے شرک اور ان کی چیزوں کو حرام کرنے کی اللہ تعالیٰ کو خبر ہے اور وہ اس بات پر قادر ہیں کہ ہمارے دلوں میں ایمان ڈال دیں اور ہمیں کفر سے روک دیں لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے اعمال وتصرفات اللہ تعالیٰ کی مشیئت وارادہ سے ہیں اور ہمارے ان اعمال کی وجہ سے ہم سے راضی ہیں۔

حافظ ابن کثیر نے اس پر لکھا ہے:

یہ کچی اور باطل دلیل ہے۔ اگر ان کی یہ بات درست ہوتی تو انہیں اللہ تعالیٰ کیوں عذاب چکھاتے؟ اور کیوں انہیں تباہ وبرباد کرتے اور ان سے شدید انتقام لیتے؟

﴿قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ عِلْمٍ﴾

(اے پیغمبر) کہہ دیجئے کیا تمہارے پاس اس بارے میں کوئی علم ہے؟

یعنی اس بارے میں کہ اللہ تعالیٰ تم سے تمہارے ان اعمال کی وجہ سے خوش ہیں۔﴿فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا﴾ پس تم اس کو ہمارے سامنے پیش کرو۔ تم تو صرف گمان کی پیروی کرتے ہو۔

یعنی یہ تو ان کا وہم اور خیال ہی ہے جس کی بنا پر وہ بات کہہ رہے ہیں۔

﴿وَاِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا تَخۡرُصُوۡنَ﴾

تم اپنے دعوی میں اللہ پر جھوٹ وافتراء باندھ رہے ہو۔[1]

حافظ ابن کثیر سورۃ النحل کی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

ان کی بات کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمارے اعمال کو ناپسند کرتے ہوتے تو ہمیں ان کی سزا دیتے اور ہمیں وہ اعمال کرنے کی طاقت وقدرت ہی نہ دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس شبہ کی تردید کرتے ہوئے فرمایا:

﴿فَهَلۡ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ﴾

رسولوں کی ذمہ داری تو صرف واضح طور پر (پیغام کو) پہچانا ہے۔

﴿وَلَقَدۡ بَعَثۡنَا فِىۡ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوۡلًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ وَاجۡتَنِبُوا الطَّاغُوۡتَ فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ هَدَى اللّٰهُ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ حَقَّتۡ عَلَيۡهِ الضَّلٰلَةُ فَسِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ فَانۡظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الۡمُكَذِّبِيۡنَ﴾[2]

اور ہم تو ہر ایک امت میں رسول بھیج چکے ہیں (یہ حکم دیکر) کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچے رہو۔ پس ان میں سے کچھ ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہدایت دی اور کچھ ایسے تھے کہ ان پر گمراہی جم گئی۔ ذرا

---

[1] تفسیر ابن کثیر: ۱۸۶/۲

[2] سورۃ النحل: آیت ۳۶۔

زمین میں سیر کرو اور دیکھو جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا۔

صورت حال اس طرح نہیں جس طرح تم نے گمان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری مذمت نہیں کی اللہ تعالیٰ نے تو انتہائی شدید انداز میں تمہاری مذمت کی ہے اور انتہائی سخت انداز میں شرک سے منع کیا ہے اور ہر زمانے اور لوگوں کے ہر گروہ میں رسول مبعوث کیا۔ اور سب رسول ایک اللہ کی عبادت کی دعوت دیتے اور غیر اللہ کی بندگی سے منع کرتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿اَنِ اعۡبُدُوۡا اللّٰهَ وَاجۡتَنِبُوۡا الطَّاغُوۡتَ﴾

اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔

جب سے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم میں شرک شروع ہوا اللہ تعالیٰ اسی دعوت کے ساتھ رسولوں کو مبعوث فرماتے رہے۔ اہل زمین کی طرف پہلے رسول حضرت نوح علیہ السلام تھے اور آخری حضرت محمد ﷺ جن کی دعوت مشرق ومغرب کے سب انسانوں اور جنوں کے لئے ہے ان سب رسولوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَا اَرۡسَلۡنَاكَ مِنۡ قَبۡلِكَ مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا نُوۡحِىۡ اِلَيۡهِ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاعۡبُدُوۡنَ﴾[1]

اور ہم نے تجھ سے پہلے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر اس پر یہی وحی بھیجتے رہے کہ

[1] سورۃ الانبیاء: آیت ۲۵۔

میرے سوا کوئی معبود نہیں پس میری عبادت کرو۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَسْـئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلِنَا اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يَّعْبُدُوْنَ﴾[1]

تجھ سے پہلے جو پیغمبر ہم بھیج چکے ہیں ان سے سوال کر، کیا ہم نے رحمٰن کے سوا معبود مقرر کئے تھے کہ انکی عبادت کی جائے؟

اور اس آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِىْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْت﴾[2]

ہم ہر امت میں رسول بھیج چکے ہیں (یہ حکم دے کر) کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔

اس کے بعد کسی مشرک کا یہ کہنا کس طرح درست ہے۔

﴿لَوْشَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَیْءٍ﴾

اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم ان کے سوا کسی کی عبادت نہ کرتے۔

اللہ تعالیٰ کی مشیئت شرعیہ ان کے شامل حال نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں

---

[1] سورۃ الزخرف: آیت ۴۵

[2] سورۃ النحل: آیت ۳۶

اپنے رسولوں کے ذریعہ روکا۔ جہاں تک مشیئت کونیہ کا تعلق ہے کہ تقدیر الٰہی کے تحت ایسا کرنے کا اختیار دیا گیا تو اس میں ان کے لئے کوئی حجت نہیں....

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتایا ہے کہ رسولوں کی تنبیہ کے بعد ان کے اعمال کی وجہ سے انہیں دنیا ہی میں سزا دی گئی۔[1]

اس شبہ کو پیش کرنے سے مشرکوں کا مقصد اپنے برے اعمال کی معذرت کرنا نہیں کیونکہ وہ اپنے اعمال کو برا ہی نہیں سمجھتے وہ تو سمجھتے ہیں کہ وہ اچھے کام کر رہے ہیں۔

﴿وَيَحْسَبُونَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعاً﴾

﴿لِيُقَرِّبُونَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾

وہ بتوں کی اس لئے پوجا کر رہے ہیں کہ وہ انہیں مقام و مرتبہ میں اللہ سے قریب کر دیں

ان کے اس شبہ کے پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ان کے اعمال جائز و درست اور اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر حقیقت وہ ہوتی ہے جو یہ پیش کر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی مذمت کے لئے رسولوں کو مبعوث کرتے اور نہ

---

[1] تفسیر ابن کثیر:۲/۵۸۶-۵۸۷۔

ان کے اعمال کی وجہ سے انکو سزا دیتے۔

تیسرا شبہ:

ان کے شبہات میں سے ایک یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ کا صرف زبان سے کہہ لینا جنت میں داخلہ کے لئے کافی ہے خواہ اس کے بعد انسان کیسے ہی شرکیہ یا کفریہ اعمال کرے اس سلسلہ میں وہ ان احادیث کے ظاہری الفاظ سے دلیل پکڑتے ہیں جن میں آیا ہے کہ جس کسی نے اپنی زبان سے شہادتین (اللہ تعالیٰ کی توحید کی شہادت اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت کی گواہی) کا اقرار کیا وہ جہنم کی آگ پر حرام ہوگیا۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ ان احادیث سے مراد وہ شخص ہے جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اسی پر اس کی موت آئی۔ شرک کر کے اس نے اس کلمہ کی نفی نہیں کی۔ بلکہ خلوص دل سے اس کلمہ کا اقرار کیا اور اللہ تعالیٰ کے ما سوا جن کی عبادت کی جاتی ہے انکا انکار کیا اور اسی پر اس کی موت آئی جیسا کہ عتبان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے:

" بے شک اللہ تعالیٰ نے جہنم کی آگ پر اس شخص کو حرام کیا جس نے لا الہ الا اللہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے حصول کے لئے کہا"[1]

اور صحیح مسلم میں ہے: "جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اللہ تعالیٰ کے سوا جس کسی

....

[1] صحیح مسلم: ۱/۴۵٦۔

کی بھی عبادت کی جاتی ہو اس سے کفر کیا تو اس کا مال اور خون حرام ہوگیا(کسی کو اس کے مال پر ہاتھ ڈالنے اور اس کا خون بہانے کی اجازت نہیں) اور اس کا حساب اللہ پر ہے"۔[1]

اس حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ نے مال وخون کی حرمت کو دو باتوں سے مشروط کیا۔ پہلی بات: لا الہ الا اللہ کا کہنا اور دوسری بات : اللہ تعالیٰ کے سوا جن کی عبادت کی جاتی ہے ان سے کفر کرنا۔ اسی طرح معنی کے بغیر لا الہ الا اللہ کے الفاظ کہنے پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ اس کا کہنا بھی ضروری ہے اور اس کے مطابق عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ لا الہ الا اللہ کہنا جنت میں داخل ہونے اور جہنم کی آگ سے نجات پانے کا سبب ہے لیکن کوئی سبب اسی وقت کار آمد ومفید ہوتا ہے جب اس کی شروط پائی جائیں اور اس کی راہ میں حائل ہونے والی رکاوٹیں موجود نہ ہوں۔ حضرت حسن رحمہ اللہ سے کہا گیا: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ " جس نے لا الہ الا اللہ کہا جنت میں داخل ہوگیا"۔فرمانے لگے " جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اس کے حقوق وفرائض کو ادا کیا جنت میں داخل ہوگیا"۔

حضرت وھب بن منبہ نے اس شخص کو جس نے اپنے سوال میں کہا کہ کیا لا الہ الا اللہ جنت کی کنجی ہے۔ جواب دیتے ہوئے کہا: کیوں نہیں۔لیکن ہر کنجی کے دندانے ہوتے ہیں اگر تو ایسی کنجی لائے گا جس کے دندانے ہوں تو وہ تیرے لئے

....

[1] صحیح مسلم: ۱/۵۳۔

کھول دے گی وگرنہ کھول نہ سکے گی۔ لہذا کس طرح کہا جا سکتا ہے صرف لا الہ الا اللہ کہنا جنت میں جانے کے لئے کافی ہے خواہ اس کا کہنے والا مردوں سے دعائیں کرتا ہو اور مشکلات میں ان سے فریاد کرنے والا ہو اور اللہ تعالیٰ کے ماسوا جن کی پوجا کی جاتی ہے ان سے کفر بھی کرنے والا نہ ہو! یہ تو کھلا ہوا مغالطہ ہے۔

چوتھا شبہ:

ایک غلط خیال یہ بھی پیش کیا جاتا رہا ہے کہ جب تک لوگ " لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ " کہتے رہیں گے تب تک امت محمدیہ میں شرک داخل نہیں ہوگا۔ اولیاء وصالحین کی قبروں کے پاس جو کچھ کیا جاتا ہے وہ شرک نہیں ہے۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بتایا کہ اس امت میں یہود ونصاری کے مشابہ اعمال پائے جائیں گے۔ ان کے اعمال میں سے ان کا ایک عمل یہ تھا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنے علماء اور اہبوں کو رب بنایا تھا۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: " تم اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقوں کی ہر ہر بات میں پیروی کروگے۔ اگر وہ گوہ کی بل میں داخل ہوئے تو تم بھی اس میں داخل ہوگے۔

صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا یہود ونصاری (مراد ہیں) آپ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ مراد نہیں تو اور کون مراد ہے؟"[1]

اس حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ نے بتایا ہے کہ یہ امت وہ سب

---

[1] صحیح بخاری (طبع شدہ مع فتح الباری): ۱۳/۳۰۰۔

کچھ کرے گی جو پہلی امتوں نے کیا خواہ اس کا تعلق دینی امور سے ہو یا عادات سے یا سیاست سے جس طرح سے پہلی امتوں میں شرک تھا اسی طرح اس امت میں بھی شرک پایا جائے گا۔

نبی کریم ﷺ نے جس بات کی خبر دی وہ بات واقع ہوچکی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بجائے ان قبروں کی کتنی ہی صورتوں میں پرستش کی جاتی ہے اور ان پر نذریں پیش کی جاتی ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے اس بات کی خبر دے دی کہ اس وقت تک قیامت بپا نہ ہوگی جب تک ان کی امت میں سے ایک قبیلہ مشرکوں کے ساتھ نہ مل جائیگا، اور جب تک ان کی امت میں سے کچھ گروہ بتوں کو نہ پوجیں گے۔[1]

اس امت میں شرک، تباہ کن باتیں، اورگمراہ فرقے ظاہر ہوچکے ہیں جن کی وجہ سے بہت سے لوگ دائرہ اسلام سے خارج ہوچکے ہیں۔

پانچواں شبہ:

ایک اور شبہ کے لئے یہ لوگ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں:

"بے شک شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ وہ جزیرہ عرب میں نمازی اس کی پوجا کریں گے " یہ حدیث صحیح ہے اور ایک سے زیادہ طریقوں سے صحیح مسلم اور دیگر کتابوں میں روایت کی گئی ہے۔

---

[1] سنن ابی داود: باب الفتن حدیث نمبر۴۲۳۲۔ اس حدیث کو امام ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے

ان کا استدلال یہ ہے کہ اس حدیث کی روشنی میں جزیرہ عرب میں شرک کا ہونا محال ہے۔ اس استدلال کا جواب، جیسا کہ ابن رجب رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے یہ ہے کہ: شیطان اس بات سے نا امید ہو چکا ہے کہ ساری امت شرک اکبر پر مجتمع ہو۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے بھی ﴿......الْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ دِينِكُمْ......﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس حدیث شریف میں یہ کہا گیا ہے کہ " شیطان نا امید ہوگیا" یہ نہیں کہا گیا کہ " اس کو مایوس کردیا گیا" اور اس کا از خود نا امید ہونا اس کے اپنے گمان اور اندازہ سے ہے اس کی بنیاد واساس علم نہیں کیونکہ غیب کا علم نہیں جانتا۔ علم غیب تو صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اور اس کے اس گمان اور ظن کی تکذیب وہ احادیث شریفہ کرتی ہیں جن میں نبی کریم ﷺ نے بتلایا کہ آپ کے بعد آپ کی امت میں شرک واقع ہوگا۔

علاوہ ازیں شیطان کے اس ظن وگمان کو تاریخ نے بھی جھٹلایا نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد کتنے ہی عرب مختلف انداز سے اسلام سے مرتد ہوگئے۔

چھٹا شبہ:

ان کے شبہات میں سے ایک یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم اولیاء وصالحین سے یہ نہیں چاہتے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بجائے ہماری ضروریات کو پورا کریں بلکہ ہم ان سے یہ چاہتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہماری شفاعت کریں کیونکہ وہ صالحین اور اللہ

تعالیٰ کے مقربین میں سے ہیں اور شفاعت کا ثبوت تو کتاب وسنت میں موجود ہے۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ بالکل یہی بات مشرکوں نے اللہ تعالیٰ کی بجائے مخلوق سے اپنے تعلق کی درستگی کو ثابت کرنے کے لئے کہی۔ جیسا کہ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ مَانَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾[1]

جن لوگوں نے اللہ کے سوا دوسروں کو دوست بنایا ہے(وہ کہتے ہیں کہ) ہم تو ان کو اس لئے پوجتے ہیں کہ وہ ہم کو اللہ کے نزدیک کردیں۔

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ......﴾ [2]

وہ اللہ کے سوا اس چیز کی عبادت کرتے ہیں کہ نہ وہ ان کو ضرر پہنچاسکتی ہے اور نہ ہی ان کو نفع دے سکتی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ وہ ہمارے اللہ کے ہاں سفارشی ہونگے۔

....

[1] سورۃ الزمر: آیت ۳۔

[2] سورۃ یونس: آیت ۱۸۔

دوسری بات یہ ہے کہ شفاعت برحق ہے لیکن وہ صرف اللہ ہی کی ملکیت ہے۔

﴿قُلْ لِلّٰهِ الشَّفٰعَةُ جَمِيْعاً لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ......﴾[1]

کہہ دیجئے شفارش تو ساری اللہ کے اختیار میں ہے۔ آسمانوں اور زمین میں اسی کی بادشاہی ہے۔

شفاعت اللہ تعالیٰ سے طلب کی جاتی ہے نہ کہ مردوں سے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتلایا ہے کہ اس کے حصول کے لئے دو شرطیں ہیں۔

پہلی شرط یہ ہے کہ شفاعت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے شفاعت کی اجازت میسر ہو۔

﴿......مَنْ ذَا الَّذِیْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ......﴾[2]

کون ہے جو ان کے ہاں ان کی اجازت کے بغیر شفاعت کرے؟

اور دوسری شرط یہ ہے کہ جس کی شفاعت کی جائے اللہ اس کے قول اور عمل سے راضی ہوں اور وہ مومن موحد ہی ہوسکتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى﴾[3]

اور وہ (فرشتے) سفارش نہیں کرتے مگر اس شخص کے لئے جس کو وہ (اللہ تعالیٰ) پسند کرے۔

---

[1] سورۃ الزمر: آیت۴۴۔

[2] سوررۃ البقرۃ: آیت۲۵۵۔ [3] سورۃ الانبیاء: آیت ۲۸۔

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِی السَّمٰوٰتِ لَاتُغْنِیْ شَفٰعَتُهُمْ شَیْئًا اِلَّا مِنْ بَعْدِ اَنْ یَّأْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَرْضٰی﴾[1]

اور آسمانوں میں کتنے فرشتے ہیں ان کی سفارش کسی کام نہیں آسکتی مگر اس کے بعد کہ اللہ جس کے لئے چاہیں او رپسند کریں، اس کے بارے میں اجازت دیں۔

اور فرمایا:

﴿یَوْمَئِذٍ لَّاتَنْفَعُ الشَّفٰعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِیَ لَهٗ قَوْلًا﴾[2]

اس دن کسی کی شفاعت کام نہ آئیگی مگر جس کو رحمٰن سفارش کی اجازت دیں اور اس کی بات کو پسند کریں۔

اللہ تعالیٰ نے اس بات کی اجازت نہیں دی کہ فرشتوں سے یا نبیوں سے یا بتوں سے شفاعت طلب کی جائے۔ یہ اللہ کے اختیار میں ہے اور انہیں سے مانگی جاتی ہے۔

﴿قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفٰعَةُ جَمِیْعًا......﴾[3]

---

[1] سورۃ النجم: آیت۲۶۔

[2] سورۃ طٰہٰ: آیت ۱۰۹۔ [3] سورۃ الزمر: آیت۴۴۔

کہہ دیجئے کہ سفارش تو ساری اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔

وہ ہی شفاعت کرنے والے کو شفاعت کی اجازت بخشتے ہیں اگر وہ اجازت نہ دیں تو کوئی ان کے دربار میں شفاعت کی جرات نہیں کرسکتا۔ ان کے ہاں مخلوق والا معاملہ نہیں کہ مخلوق کی اجازت کے بغیر بھی ان کے روبرو شفاعت کی جاتی ہیپ، اور وہ نہ چاہتے ہوئے بھی شفاعت کو قبول کر لیتے ہیں کیونکہ جس کے روبرو شفاعت کی جاتی ہے وہ شفاعت کرنے والے اور اس کے تعاون کا محتاج ہوتا ہے اس لئے وہ اس کی شفاعت اس وقت بھی قبول کر لیتا ہے جب کہ اس نے اجازت نہیں دی ہوتی۔

اللہ تعالیٰ تو ہر کسی سے بے نیاز ہے وہ کسی کے دست نگر نہیں سب ان کے محتاج ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ مخلوق او راللہ تعالیٰ میں ایک بنیادی فرق یہ ہے کہ مخلوق میں حاکم اپنی رعیت کے تمام احوال سے شفاعت کرنے والوں کے بتائے بغیر واقف نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ تو وہ ہیں کہ انہیں اپنی مخلوق کے تمام حالات کی خبر ہے۔ انہیں اس بات کی چنداں حاجت نہیں کہ کوئی انہیں ان کے حالات بتلائے۔

شفاعت کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مخلص لوگوں پر عنایت فرماتے ہوئے انہیں ان لوگوں کی دعا کی وجہ سے معاف فرما دیتے ہیں جن کو انہوں نے از راہ تکریم شفاعت کی اجازت عطا فرمائی ہوتی ہے۔

ساتواں شبہ:

یہ شبہ پیش کیا جاتا ہے کہ اولیاء وصالحین کا اللہ تعالیٰ کے ہاں خاص مقام ہے ان کی محبت وتعظیم میں یہ بات شامل ہے کہ ان کے ساتھ رابطہ رکھا جائے، ان کے آثار سے تبرک حاصل کیا جائے ، اور ان کے طفیل اور ان کے حق کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا جائے۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ سب مومن لوگ اولیاء اللہ ہیں البتہ اپنے ایمان اور اعمال کے بقدر ان کی ولایت کے درجات ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔لیکن کسی ایک کے بارے میں قطعی طور پر یہ کہنا کہ وہ اللہ کا ولی ہے اس کے لئے کتاب وسنت سے دلیل کا ہونا ضروری ہے۔جس کی ولایت کی شہادت کتاب وسنت دیں ہم بھی اس کی ولایت کی شہادت دیتے ہیں۔اور جس کی شہادت کتاب وسنت نہ دیں تو ہم حتمی طور پر اس کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتے البتہ مومن کے لئے خیر کی امید رکھتے ہیں۔

جن لوگوں کے بارے میں کتاب وسنت سے یہ ملتا ہے کہ وہ اولیاء اللہ میں سے ہیں ان کے بارے میں بھی غلو کرنا، ان سے تبرک حاصل کرنا، ان کے طفیل او رحق کے ساتھ اللہ سے سوال کرنا جائز نہیں۔ یہ سب باتیں شرک اور بدعات محرمہ کے وسائل میں سے ہیں ۔ ہم نیک لوگوں سے محبت کرتے ہیں اور اچھے اعمال اور بھلی عادات میں ان کی پیروی کرتے ہیں لیکن ان کے بارے میں غلو کرتے ہیں اور نہ ہی ان کو ان کے مقام ومرتبہ سے اونچا کرتے ہیں۔شرک کی ابتداء نیک لوگوں کے

بارے میں غلو سے ہی ہوتی ہے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم میں ہوا۔ انہوں نے نیک لوگوں کے بارے میں غلو کیا اور پھر یہی غلو یہاں تک پہنچا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان کی پوجا کی۔ اسی طرح اس امت میں نیک لوگوں کے بارے میں غلو کی وجہ سے " شرک فی العبادۃ"[1] شروع ہوا۔ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ نے غلو سے باز رہنے کی تلقین کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ......﴾ [2]

کہہ دیجئے اے اہل کتاب! اپنے دین میں حد سے مت بڑھو....

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

میری تعریف میں اس طرح حد سے تجاوز نہ کرو جس طرح نصاری نے مریم کے بیٹے (حضرت عیسی علیہ السلام) کی تعریف کرتے ہوئے حد سے تجاوز کیا۔ درحقیقت میں تو بندہ ہوں ۔تم (میرے بارے میں) صرف یہ کہو: "اللہ کا بندہ اور اسکا رسول"۔[3]

اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ ہم صرف انہیں سے کسی ولی وغیرہ کے واسطہ کے بغیر دعا کریں اورانہوں نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ ہماری فریاد کو سنیں گے۔ اور یقیناً وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

....

[1] عبادت میں شرک

[2] سورۃ المائدۃ: آیت ۷۷۔ [3] صحیح البخاری (طبع شدہ مع فتح الباری:۶/۴۷۸۔

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ......﴾[1]

اور تمہارے رب نے کہا ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری فریاد سنوں گا۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے:

﴿وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾[2]

اور جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق سوال کریں تو (کہہ دیجئے) بے شک میں قریب ہوں جب مجھ سے دعا کرنے والا دعا کرتا ہے تو اس کی پکار کو سنتا ہوں۔

﴿اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً وَّخُفْيَةً......﴾[3]

اپنے پروردگار کو گڑگڑا کر چپکے چپکے پکارو۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ......﴾[4]

اسی کو پکارو خالص اس کی بندگی کر کے

....

[1] سورۃ غافر: آیت ٦٠۔

[2] سورۃ البقرۃ: آیت ١٨٦۔

[3] سورۃ الاعراف: آیت ٥٥۔

[4] سورۃ غافر: آیت ٦٥۔

اس طرح جن آیات میں دعا کرنے کا حکم دیا ہے ان میں یہی ہے کہ براہ راست کسی کے واسطہ کے بغیر دعا کرو۔ اولیاء وصالحین تو خود اللہ تعالیٰ کے محتاج اور دست نگر بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اُولٰۤئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ......﴾[1]

یہ لوگ جن کو پکارتے ہیں وہ خود اپنے رب کی طرف ذریعہ تلاش کرتے ہیں کہ کون اللہ کے زیادہ قریب ہوتا ہے اور اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔

عوفی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ: مشرک لوگ کہا کرتے تھے: ہم فرشتوں اور مسیح وعزیر کی عبادت کرتے ہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اُولٰۤئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ......﴾

یعنی یہ فرشتے جن کو تم پوجتے ہو وہ تو خود اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کے لئے کوشاں ہیں وہ اللہ کی رحمت پانے کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے خوفزدہ ہیں۔ اور جس کی خود یہ کیفیت ہو اس سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ فریاد نہیں کی جاسکتی۔[2]

....

[1] سورۃ الاسراء: آیت ۵۷۔

[2] تفسیر ابن کثیر: ۴۶/۳۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ آیت عام ہے اور ہر اس شخص کو شامل ہے جس کا معبود خود اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنے والا ہو خواہ وہ فرشتوں سے ہو یا جنوں سے یا انسانوں سے۔ اس لئے اس آیت میں ہر اس شخص کے لئے خطاب جس نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو پکارا اور وہ پکارا جانے والا خود تقرب الٰہی چاہنے والا ہو، رحمت الٰہی کا امیدوار ہو اور ان کے عذاب سے ڈرنے والا ہو۔ بات کا خلاصہ یہ ہے کہ جس کسی نے کسی میت سے یا انبیاء وصالحین میں سے غیر موجود شخص سے دعا کی خواہ وہ لفظ استغاثہ سے ہو یا کسی اور لفظ سے اس پر یہ آیت منطبق ہوگی۔ جس طرح کے فرشتوں اور جنوں سے دعا کرنے والے شخص پر منطبق ہوتی ہے۔[1]

آٹھواں شبہ:

ان کے شبہات میں سے ایک شبہ کی بنیاد مندرجہ ذیل دو آیات سے استدلال پر ہے:

﴿يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ﴾ [2]

اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔

دوسری آیت:

....

[1] مجموع فتاوی شیخ الاسلام :۱۱/۵۲۹ و۱۵/۲۲۶۔

[2] سورۃ المائدۃ: آیت ۳۵۔

﴿اُولٰـئِكَ الَّـذِيْـنَ يَـدْعُـوْنَ يَبْتَـغُـوْنَ اِلٰى رَبِّهِـمُ الْـوَسِيْـلَةَ اَيُّهُـمْ اَقْرَبُ......﴾ [1]

یہ لوگ جن کو پکارتے ہیں وہ خود اپنے رب کی طرف ذریعہ تلاش کرتے ہیں کہ کون اللہ کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔

انہوں نے ان دو آیات سے یہ سمجھا کہ ان کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان انبیاء وصالحین کی شخصیتوں ، ان کے حقوق اور مقام و مرتبہ کا وسیلہ پکڑنا جائز اور درست ہے۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں آیتوں میں وسیلہ سے مراد وہ کچھ نہیں جو یہ سمجھتے ہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ نیک اعمال سے قرب الٰہی کا حصول کیا جائے ۔ وسیلہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک جائز وسیلہ ہے اور دوسرا ناجائز۔ جائز وسیلہ کی کئی ایک اقسام ہیں انہی جائز اقسام میں مندرجہ ذیل قسمیں ہیں:

۱- اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات سے وسیلہ پکڑنا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا......﴾ [2]

اور اللہ تعالیٰ کے اچھے نام ہیں انہی کے ساتھ اللہ سے دعا کرو۔

جیسا کہ مسلمان یہ کہے:

---

[1] سورۃ الاسراء: آیت ۵۷۔

[2] سورۃ الاعراف: آیت ۱۸۰۔

یا اللہ: اے اللہ

یَا اَرۡحَمَ الرَّاحِمِیۡنَ: اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

یَا حَنَّانُ اے شفقت فرمانے والے۔

یَا مَنَّانُ اے احسان فرمانے والے

یَا ذَا الۡجَلَالِ وَالۡاِکۡرَامِ اے جلالت واکرام والے

میں آپ سے اس بات کا سوال کرتا ہوں۔

۲- فقر وحاجت کا اظہار کر کے اللہ تعالیٰ کے ہاں وسیلہ پکڑنا، جیسا کہ حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا:

﴿......اَنِّیۡ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنۡتَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ﴾ [1]

مجھے بیماری پہنچی ہے اور آپ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ مہربان ہیں۔

اور جیسا کہ زکریا علیہ السلام نے کہا:

اے احسان فرمانے والے

﴿قَالَ رَبِّ اِنِّیۡ وَهَنَ الۡعَظۡمُ مِنِّیۡ وَاشۡتَعَلَ الرَّاۡسُ شَیۡبًا وَّلَمۡ اَکُنۡ بِدُعَآئِکَ رَبِّ شَقِیًّا﴾ [2]

---

[1] سورۃ الانبیاء: آیت ۸۳۔

[2] سورۃ مریم: آیت ۴۔

(زکریا علیہ السلام نے) کہا: اے میرے رب میری ہڈیاں کمزور ہوگئیں اور (بڑھاپے کی) سفیدی سے سر چمکنے لگا اور میں تجھ کو پکار کر کبھی محروم نہیں رہا۔

اور جیسا کہ حضرت ذوالنون علیہ السلام (یونس علیہ السلام) نے کہا:

﴿...... اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ﴾ [1]

نہیں کوئی معبود مگر تو۔ تو پاک ہے بے شک میں ظالموں میں سے ہوں۔

۳- نیک اعمال کا وسیلہ پکڑنا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں آیا ہے:

﴿رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا......﴾ [2]

اے ہمارے رب ہم نے ایک پکارنے والے کی سنی جو ایمان کی طرف پکارتا ہے (کہتا ہے) اپنے رب پر ایمان لاؤ پس ہم ایمان لائے۔ اے ہمارے رب ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہم سے ہماری برائیاں دور کر دے۔

اور جیسا کہ ان تین اشخاص کے قصہ میں آیا ہے کہ غار پر پتھر آ پڑا اور انہوں نے اپنے نیک اعمال کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی مصیبت دور کردی۔ اور یہی وسیلہ ہے جس کا ذکر ان دونوں آیات میں ہے جن سے شبہ پیش کرنے والوں نے دلیل پکڑی ہے۔ وسیلہ نیک اعمال کے واسطہ سے اللہ تعالیٰ کا

---

[1] سورۃ الانبیاء: آیت ۸۷۔

[2] سورۃ آل عمران: آیت ۱۹۳۔

قرب حاصل کرنا ہے۔

۴- نیک لوگوں کی دعا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ہاں وسیلہ پکڑنا:

اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص کسی زندہ نیک شخص کے پاس جائے اور اس سے کہے کہ میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے جس طرح نبی کریم ﷺ نے اپنے ایک ساتھی سے فرمایا:

اے میرے چھوٹے بھائی ہمیں اپنی دعا میں نہ بھولنا۔ [1]

اور جیسا کہ صحابہ رسول کریم ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے ہاں دعا کرنے کی درخواست کیا کرتے، اسی طرح وہ آپس میں ایک دوسرے سے بھی اللہ سے دعا کی درخواست کرتے تھے۔

ناجائز وسیلہ

ناجائز وسیلہ یہ ہے کہ مخلوق میں کسی کی ذات، یا حق، یا عظمت وشان کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے سوال کرنا جیسا کہ کوئی کہنے والا یہ کہے "میں فلاں کا واسطہ سے، یا اس کے حق، یا اس کی عظمت وشان کے واسطہ سے آپ سے سوال کرتا ہوں"

قطع نظر اس سے کہ جس کے واسطہ سے سوال کیا جارہا ہو وہ زندہ ہے یا مردہ اس طرح سوال کرنا بدعت، حرام اور شرک کے وسیلوں میں سے ایک وسیلہ ہے

---

[1] سنن ابی داود باب الدعاء، حدیث نمبر ۱۴۹۸۔ نیز الترمذی: باب الدعوات، حدیث نمبر ۳۵۵۲۔

اور اگر سوال کرنے والا جس کا وسیلہ پکڑ رہا ہے اس کا تقرب حاصل کرنے کے لئے عبادت کرے تو یہ شرک اکبر ہے (نعوذ باللہ من ذلک) جیسا کہ کسی ولی کیلئے ذبح کرے، یا اس کی قبر کے لئے نذر مانے، یا اس کو پکارے اور اس سے مدد طلب کرے یا اسی طرح کے اور اعمال کرے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے التجا کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کو دین کی سمجھ عطا فرمادیں، دشمنوں کے خلاف نصرت واعانت فرمادیں اور ان کے بھٹکے ہوئے اشخاص کی راہنمائی فرمادیں۔ آمین۔

نواں شبہ:

ان شبہات میں سے ایک یہ ہے کہ وہ بعض احادیث سے استدلال کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ احادیث ان کے لئے دلیل بن سکتی ہیں۔ ان احادیث میں سے ایک وہ حدیث ہے جو کہ امام ترمذی نے اپنی کتاب جامع الترمذی میں اپنی سند کے ساتھ عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہا ایک نابینا شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے عافیت دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: " اگر تو پسند کرے تو میں تیرے لئے دعا کروں اور اگر تو چاہے تو صبر کر، اور صبر کرنا تیرے لئے بہتر ہے"

اس نے عرض کی آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے۔ آپ نے اس کو اچھی طرح وضو کرنے اور ان الفاظ کے ساتھ دعا کرنے کا حکم دیا:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّىٓ اَسْاَلُكَ وَ اَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ اِنِّىٓ تَوَجَّهْتُ بِهٖ اِلٰى رَبِّىْ حَاجَتِىْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰى ، اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِىَّ))

اے اللہ ! میں آپ سے آپ کے نبی محمد ﷺ جو کہ نبی رحمت ہیں کے ساتھ سوال کرتا ہوں اور آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ میں اپنی اس حاجت کے پورا کروانے کی غرض سے ان کے ساتھ اپنے رب کی طرف توجہ کرتا ہوں ۔ اے اللہ ! ان کی میرے بارے میں شفاعت کو قبول فرما۔

امام ترمذی فرماتے ہیں : یہ حدیث حسن ، صحیح غریب ہے۔ ہم اس کو ابو جعفر کی روایت سے جانتے ہیں اور یہ ابو جعفر الخطمی نہیں۔[1]

ان لوگوں نے کہا کہ اس حدیث سے نبی کریم ﷺ کے واسطہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا او رسوال کرنا ثابت ہوتا ہے۔ ان کے استدلال کا جواب یہ ہے کہ اگر حدیث صحیح بھی ہو تب بھی اس کا اس بات سے کوئی تعلق نہیں جو یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کیونکہ اس نابینا شخص نے نبی کریم ﷺ سے درخواست کی کہ آپ اس کے لئے دعا فرمادیں، اور پھر وہ دعا کے ساتھ آپ کی موجودگی میں متوجہ ہوا اور ایسا کرنا جائز ہے۔ کہ تم کسی نیک زندہ شخص کے پاس جاؤ اور اس سے درخواست کرو کہ وہ تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے۔ اس حدیث سے یہ بات بالکل ثابت نہیں ہوئی کہ مردوں اور غیر موجود لوگوں کا وسیلہ پکڑا جائے اور ان کی وساطت سے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کی جائے، رسول کریم ﷺ نے بھی تو اس نابینا کو یہی حکم دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرے کہ وہ اس کے بارے میں اپنے نبی کی سفارش قبول

---

[1] سنن الترمذی: کتاب الدعوات، حدیث ۳۵۷۳۔

فرمالے خلاصہ یہ کہ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ سے شفاعت طلب کی گئی ہے اور صرف اللہ تعالیٰ ہی سے شفاء دینے کا سوال کیا گیا ہے۔ اس سے زیادہ کچھ ثابت نہیں ہوتا۔ اس میں قطعاً یہ بات نہیں کہ کہ مخلوق میں سے کسی شخصیت کا وسیلہ پکڑنا جائز ہے یا مردوں اور غیر حاضر لوگوں کو پکارنا درست ہے۔

اس کے علاوہ یہ لوگ ایک جھوٹی اور خود ساختہ حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: " میری عظمت وشان کا وسیلہ پکڑو میری عظمت وشان اللہ تعالیٰ کے ہاں بلند ہے"۔

یہ حدیث جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے، جھوٹی ہے اور اس میں رسول اللہ ﷺ پر بہتان باندھا گیا ہے کہ آپ نے یہ بات فرمائی۔ [۱]

دسواں شبہ:

ان کے شبہات میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ وہ کہانی قصوں اور خوابوں پر بھروسہ کرتے ہیں، جیسا کہ کہتے ہیں کہ فلاں شخص فلاں شخص کی قبر میں آیا اور یوں یوں واقعات ہوئے، او رفلاں شخص نے خواب میں ایسے ایسے دیکھا۔ اسی طرح کی ایک کہانی ان میں سے کچھ یوں بیان کرتے ہیں۔

العتبی نے کہا: میں نبی کریم ﷺ کی قبر کے پاس بیٹھا تھا ایک بدو آیا اور کہنے لگا:

---

[۱] مجموع فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیہ:۱/۳۱۹،۳۴۶۔

اے اللہ کے رسول آپ پر سلام ہو۔ میں نے اللہ تعالیٰ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے:

﴿......وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّاباً رَّحِيْماً﴾[1]

اور اگر یہ لوگ جب انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا آپ کے پاس آ کر اللہ سے معافی مانگتے اور رسول بھی ان کے لئے معافی چاہتا تو وہ اللہ کو بڑا معاف کرنے والا مہربان پاتے۔

اور میں آپ کے پاس اپنے گناہ کی معافی طلب کرتے ہوئے اور اپنے رب کی طرف آپ کی شفاعت چاہتے ہوئے آیا ہوں۔ پھر وہ (بدو) یہ اشعار پڑھنے لگا (جن کا ترجمہ حسب ذیل ہے)

اے ان تمام سے بہتر جن کی ہڈیاں زمین میں دفن کی گئی ہیں اور اس کی ہڈیوں کی خوشبو کی وجہ سے چٹیل میدان اور ٹیلے خوشبودار ہوگئے۔

میری جان اس قبر پر قربان ہوجائے جس میں آپ تشریف فرما ہیں اس قبر میں پاکدامنی او رجود وسخا ہے۔

بدو (یہ کہہ کر) چلا گیا میری آنکھ لگ گئی تو میں نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرما رہے تھے:

" اے عتبی! بدو کے پاس جاؤ اور اسے یہ خوشخبری سناؤ کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو

---

[1] سورۃ النساء: آیت ۶۴۔

معاف کردیا ہے"۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ قصے کہانیاں اور خواب احکام وعقائد کے ثابت کرنے کے لئے دلیل نہیں بن سکتے۔ اور اللہ تعالیٰ کا جو یہ ارشاد ہے:

﴿......جَآءُوكَ......﴾ کہ وہ آپ کے پاس آتے

اس سے مراد نبی کریمﷺ کی زندگی میں ان کے پاس آنا ہے نہ کہ ان کی قبر کے پاس آنا۔

اور اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرات صحابہ اور تابعین میں سے کسی نے بھی آپ کی قبر کے پاس آکر یہ سوال نہ کیا کہ آپﷺ اس کے لئے گناہوں کی معافی طلب کریں حالانکہ وہ لوگ خیر وبھلائی کے حصول اور دینی احکام کی پابندی کے انتہائی حریص تھے۔

گیارہواں شبہ:

ان کے شبہات میں سے ایک ان کی یہ دلیل ہے کہ بعض قبروں وغیرہ کے پاس ان کی بعض حاجتیں پوری ہوگئیں۔ جیسا کہ وہ کہتے ہیں کہ فلاں شخص نے فلاں قبر پر حاضر ہو کر دعا کی، فلاں شخص یا ولی کا نام پکارا تو اس کی مراد پوری ہوگئی۔ اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ مشرک کی کسی حاجت کا پورا ہونا اس بات کی دلیل نہیں بن سکتا کہ جس شرک کا وہ ارتکاب کررہا ہے وہ جائز اور درست ہے عین ممکن ہے کہ (اسی مقام پر) اس کی حاجت کا پورا ہونا تقدیر الٰہی سے ہو اور مشرک یہ سمجھ رہا ہو کہ یہ کسی شیخ یا ولی سے اس کے فریاد کرنے کی وجہ سے ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس کی کسی مراد

کے پورا ہونے میں اس کے لئے آزمائش ہو۔ خلاصہ یہ ہے کہ کسی وقت کسی مشرک کی حاجت کے پورا ہونے سے اس بات کی دلیل نہیں پکڑی جاسکتی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے دعا کرنا درست ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ مشرکوں کے پاس اپنے مشرکانہ اعمال کو صحیح ثابت کرنے کیلئے ایک بھی ٹھوس اور پختہ دلیل نہیں۔ ان کی کیفیت تو وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے:

﴿وَمَنْ یَدْعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھاً اٰخَرَ لَابُرْھٰنَ لَہٗ بِہٖ......﴾ [1]

اور جوکوئی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو پکارے جس کی کوئی دلیل اس کے پاس نہیں۔

شرک کی اساس کی برہان ودلیل پر نہیں۔ جبکہ توحید کی بنیاد قطعی براہین اور واضح دلائل پر ہے۔

﴿......اَفِیْ اللّٰہِ شَکٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ [2]

کیا اللہ کے بارے میں شک ہے جو آسمان اور زمین کا بنانے والا ہے۔

﴿یٰٓاَیُّھَاالنَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُونَ☆ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشاً وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِہٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقاً لَّکُمْ فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰہِ اَنْدَاداً

---

[1] سورۃ المومنون: آیت ۱۱۷۔

[2] سورۃ ابراھیم: آیت ۱۰۔

وَّاَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ۝ [1]

اے لوگو! اپنے رب کی بندگی کرو جس نے پیدا کیا تم کو اور ان کو جو تم پہلے تھے تاکہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔ جس نے زمین کو تمہارے لئے بچھونا بنایا اور آسمان کو چھت اور آسمان سے پانی برسا کر تمہارے کھانے کیلئے میوے نکالے۔ اللہ کا شریک مت مقرر کرو جب کہ تم (یہ سب کچھ) جانتے ہو۔

بارھواں شبہ:

غالی صوفیوں اور ان کے مقلدین کا خیال ہے کہ شرک دنیا کی طرف رجحان اور اس کی طلب میں مشغول ہونے کا نام ہے۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ یہ ان کی طرف سے اس شرک اکبر پر پردہ ڈالنے کی کوشش ہے جس کا وہ ارتکاب قبروں کی پوجا اور مشائخ کی تعظیم کی صورت میں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو جائز طریقہ سے طلب کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور اگر دنیا طلب کرنے کا مقصد اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں اعانت حاصل کرنا ہو تو یہ عین عبادت اور توحید ہے۔

---

[1] سورۃ البقرۃ: آیات ۲۱-۲۲۔

خاتمہ:

شرک ظلم کی تمام اقسام میں سے سب سے سنگین قسم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿......**اِنَّ الشِّرۡكَ لَظُلۡمٌ عَظِيۡمٌ**﴾ [1]

بے شک شرک ظلم عظیم ہے۔

جس کی موت شرک پر ہوئی اس کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿**اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغۡفِرُ اَنۡ يُّشۡرَكَ بِهٖ وَيَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِكَ لِمَنۡ يَّشَآءُ**..﴾ [2]

بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو معاف نہیں کرتے کہ ان کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے علاوہ جس کو چاہتے ہیں معاف فرما دیتے ہیں۔

مشرک پر جنت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہے۔

﴿...... **اِنَّهٗ مَنۡ يُّشۡرِكۡ بِاللّٰهِ فَقَدۡ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِ الۡجَنَّةَ وَمَاۡوٰهُ النَّارُ**......﴾ [3]

بے شک جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کردی اور اس کا ٹھکانا آگ ہے۔

---

[1] سورۃ لقمان: آیت ۱۳۔

[2] سورۃ النساء: آیت ۴۸۔

[3] سورۃ المائدہ: آیت ۷۲۔

مشرک پلید ہے اس کا مسجد حرام میں داخلہ جائز نہیں۔

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا......﴾ [1]

اے ایمان والو! بے شک مشرک لوگ پلید ہیں اس سال کے بعد وہ مسجد حرام کے قریب نہ آئیں۔

مشرک کا خون و مال مباح ہے۔

﴿فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ......﴾ [2]

جب حرمت والے مہینے گزر جائیں تو مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو، ان کو پکڑو، ان کو گھیرو، اور ان کی تاک میں ہر گھات کی جگہ بیٹھو۔ پس اگر وہ توبہ کرلیں، نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو ان کی راہ چھوڑ دو۔

مشرک واضح طور پر سیدھی راہ سے بھٹکا ہوا ہے اوراس نے شرک کر کے بہت بڑا بہتان باندھا ہے وہ توحید کی بلندی سے دور جا گرا۔

﴿......وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ

---

[1] سورۃ التوبہ: آیت ۲۸۔

[2] سورۃ التوبہ: آیت ۵۔

﴿تَهْوِیْ بِهِ الرِّیْحُ فِیْ مَکَانٍ سَحِیْقٍ﴾ [1]

اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرے (تو اس کی مثال ایسی ہے) جیسے وہ آسمان سے گر پڑا پھر پرندے اس کو اچک لیں یا آندھی اس کو کہیں دور پھینک دے۔

مشرک سے نکاح کرنا جائز نہیں:

﴿وَلَاتَـنْکِحُوْا الْمُشْرِکٰتِ حَتّٰی یُؤْمِنَّ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَیْرٌ مِّنْ مُشْرِکَةٍ وَّلَـوْ اَعْـجَبَتْـکُمْ وَلَاتُنْکِحُوْا الْمُشْرِکِیْنَ حَتّٰی یُؤْمِنُوْا وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِکٍ وَلَوْ اَعْجَبَکُمْ......﴾ [2]

مشرکہ عورت سے تب تک نکاح نہ کرو جب تک کہ وہ ایمان نہ لائیں۔ مومنہ لونڈی مشرکہ عورت سے بہتر ہے۔ اگرچہ وہ تمہیں پسند ہو۔ مشرک مردوں سے تب تک نکاح نہ کرو جب تک کہ وہ ایمان نہ لائیں مؤمن غلام مشرک مرد سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں پسند ہو۔

مشرک کا کوئی عمل قبول نہیں کیا جاتا اور نہ ہی اسکی عبادت درست ہے۔

﴿وَلَـقَـدْ اُوْحِیَ اِلَیْكَ وَ اِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ﴾ [3]

....

[1] سورۃ الحج: آیت ۳۱

[2] سورۃ البقرۃ: آیت۲۲۱۔ [3] سورۃ الزمر: آیت ۶۵۔

بے شک تمہاری طرف اور ان کی طرف جو تم سے پہلے تھے یہ وحی کی گئی کہ اگر تو نے شرک کیا تو تیرا عمل برباد ہو جائیگا اور تو خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیگا۔

اور فرمایا:

﴿...... وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ [1]

اور اگر وہ شرک کرتے تو جو عمل وہ کرتے تھے یقیناً برباد ہو جاتا۔

ہم اللہ تعالیٰ سے شک، شرک، کفر، نفاق اور برے اخلاق سے پناہ طلب کرتے ہیں اور اس بات سے بھی اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں کہ مال، اہل اور اولاد میں بھی ایسی حالت پیدا ہو جائے جو بری ہو۔

اے اللہ! ہمیں حق کو حق سمجھنے اور اس کی پیروی کی توفیق دیجئے۔ اور ہمیں باطل کو باطل سمجھنے اور اس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

﴿سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ☆ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ☆ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ [2]

---

[1] سورۃ الانعام: آیت ۸۸۔

[2] سورۃ الصافات: آیات ۱۸۰-۱۸۲۔

﴿سُبۡحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ﴾ [1] ﴿سُبۡحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوۡلُوۡنَ عُلُوّاً كَبِيۡراً﴾ [2]

وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه اجمعين

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ڈاکٹر صالح الفوزان

....

1. سورۃ النحل: آیت ۱۔
2. سورۃ الاسراء آیت ۴۳۔

فہرست